

مضمیلہ ۱۰۔ وفات کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق

روح حیات حاصل ہے اور اس کی حیات کی وجہ سے روحہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ

صلوٰۃ وسلام سنتے ہیں احقر محمد طیب وارد حال راولپنڈی ۲۲ جون ۱۹۴۲ء

مولانا قاضی نور محمد صاحب خطیب جامع مسجد قلعہ دیدار سنگھ - لاٹھی (مولانا) مقدم المدفان - مولانا محمد علی جالندھری

تعلیم القرآن ماہ اگست ۱۹۴۲ء ۲۱/۲۵

مضمیلہ ۱۱۔ جمعیت اشاعت التوحید دالسنہ کا یہ نمائندہ اجتماع اس بات کا مضمیلہ کرتا ہے اور

اپنی تمام جماعت سے اس کی پابندی کرنے کی درخواست کرتا ہے کہ حضرت مولانا علامہ قاری محمد طیب

صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کی تجویز کردہ عبارت پر فریقین کے درمیان جو صلح ہوئی ہے اسے قائم

رکھا جائے اور اسے ہرگز نہ توڑا جائے دتیم القرآن ماہ اگست ۱۹۴۲ء ۵۳

چنانچہ مولانا مقدم المدفان صاحب نے مہتمم قاضی نور محمد صاحب سے مشورہ کیا کہ اس پر دستخط

کر دیے جائیں کیونکہ سماع صلوٰۃ عند القبر الشریف پر تو تمام اکابر علمائے دیوبند متفق ہیں۔ اس لئے اگر

جماعت کی غیر خواہش اور نزاع کو ختم کرنے کے لئے اس پر دستخط کر دیے جائیں تو کوئی حرج نہیں چنانچہ

دونوں حضرات نے دستخط کر دیے۔ یہ دونوں حضرات مولانا قاضی شمس الدین صاحب سے مطمئن تھے

کیونکہ وہ سماع صلوٰۃ کو اپنے ایک خط میں تسلیم کر چکے تھے دتیم القرآن ماہ اگست ۱۹۴۲ء ۵۴

باقی رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر مبارک کے پاس صلوٰۃ وسلام کے سماع کا مسئلہ تو اس میں

فریقین کے درمیان قطعاً کوئی اختلاف نہیں دتیم القرآن ماہ اگست ۱۹۴۲ء ۱۵

مولانا سید عنایت الدین شاہ صاحب بخاری نے مولانا محمد علی صاحب کی طرف لکھ بھیجا کہ سلف تو سارے حیات

برزخی کے قائل تھے مگر بعد میں علماء کے دوسرے ہو گئے اکثر تو حیات برزخی کے قائل رہے اور بعض حیات برزخی

کے قائل ہو گئے۔ مگر ہم دونوں کو اہل سنت ہی سمجھتے ہیں دتیم القرآن ماہ فروری ۱۹۴۱ء

حضرت قاری محمد طیبؒ فرماتے ہیں جہاں تک سید صاحب رضایت السامعہ کے بارہ میں میرا علم ہے

وہ یہ ہے کہ وہ وفات نبوی کے بعد نفس حیات کے منکر نہیں تھے کہ جہاں طور پر ہی حیات کے

قائل ہیں تفصیلات میں العتبہ انہیں اختلاف ہے۔ حتیٰ کہ قبر مبارک پر صلوٰۃ وسلام پیش کرنے

والوں کے سماع صلوٰۃ وسلام کے بھی وہ کلیتہً منکر نہیں ہیں۔ البتہ دوام کے قائل ہیں دتیم القرآن اگست ۱۹۴۲ء

اجاب تعلق اس مسئلہ کی اعادہ الحیات للمیت فی القبر خلافاً للرامیۃ ومن وافقہم واختلفوا
فی هذا الحیات فقال بعضهم یخلق له حیاة کاملۃ کما قبل الموت قال بعضهم حیاة برزخیۃ یفصم بها الظاہ
والقدری عن روح الجواب ویدرک الالم هذا هو الظاهر لان الضرورة تدفع به ومنع ثبوت الاشاعرة والمنفیت اعادہ
الروح الیہ وقالوا لا تدل من بین الروح والحیاة الا فی العادۃ - ومن المنفیت من قال توضع فیہ الروح الیہ کمن حل
تعود الی جمیع بدنہ ؟ قیل نعم وقال ابن جریر صرحاً بحدیثہ علی انما تحل فی لثف المیت الدنئی فیقال البدن و
فیہ الروح (ندائے حق ۳۳۱/۱۸۴) جواب میں چار لفظ قابل غور ہیں ۱۔ اعادہ یہ بھی جب مغفرت میں لوٹے گا دلیل ہے
۲۔ الحیات یہ جب مغفرت میں دخول یا تسنن کو کہتے ہیں ۳۔ المیت یہ جسم مغفرت کا صفت ہے ۴۔ القبر قبر میں بھی جب مغفرت رکھا جائے
۵۔ فداً للرامیۃ وہ مجاہد بھی جب مغفرت کو ہی کہتے ہیں۔ البتہ اختلاف کیفیت حیات میں ہے ۱۔ حیات حقیقیہ کاملہ جیسے موت سے
قبل تھی یہ بعض کا مذہب ہے (ان کو بھی کافر نہیں کیا گیا علیہ اصل سنت ہے) ۲۔ حیات برزخیہ وہ بھی اسی جب مغفرت کو ہی حاصل
ہوتی ہے مگر تعلق روح سے قائمہ اس سے معلوم ہوا کہ حیات برزخیہ بھی جب مغفرت کو ہی حاصل ہوتی ہے نہ کہ بعض روح کو۔
الاحادیث المتواترۃ علی عود الروح الی البدن وقت السؤال ونزع الصدور ۵۷ میں قول شیخ الاسلام ابن تیمیہ - ابن قیم
سبوطی اور ثواب صدیق حسن خاں کا ہے (ندائے حق ۱۷۹) عود الی البدن سے مراد جب مغفرت ہے کیونکہ پہلے اسی میں تھی۔
انکار حیات: حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے احباب و طیبہ میں نہ حیات برزخی ہوتی ہے اور نہ ان میں ادھاک و شعور
ہوتا ہے۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کا یہ خصوصی امتیاز ہے کہ ان کے احباب و مطہرہ ان کی مقدس قبروں میں حضور و معصون
ہوتے ہیں اور ان کے اہواج طیبہ اعلیٰ علیہم السلام میں (ندائے حق ۳۹۵/۱۲)
جوہری اور سنہ زہری خطاب بنوئی صاحب نے ندائے حق ۳۱۷ و ۳۹۲ پر حدیث البورداؤ نقل کی ہے اور اس کو صحیح
میں مانا ہے مگر صلہ فنیہ اٹھا حتیٰ برزق بالکس نقل نہیں کیا۔ اور انکار حیات عبارت بالکس دی ہے۔
دو موتوں کا مطلب اکثر علما کے نزدیک کیا ہے ندائے حق ۱۸۷/۱۲

کبریا علیہ الرحمۃ الرحیم

حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی وفات قطعی امر ہے۔ خداوند قدوس کا اٹل اور حکم فیصلہ ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت (ہر آل عمران) اسی قانون کے موافق تمام انبیاء علیہم السلام پر (فجر ۱۱) یہ لکھی آ کر رہی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں وفات کا ذکر کیا گیا انٹ میت دایم میتون (رَبِّ الْمَرْمُوتِ ۳) اُنائین میت فہم ان لدون (کُلُّ الْاَنْبِیَاءِ) دما بعد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل اُنائین مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم اللہ ینزلکم علی آل عمران - ۱۵) چنانچہ یہ وعدہ الہی پورا ہوا۔ آپ کی روح اقدس اعلیٰ علیین و ذیق اعلیٰ سے جا ملی اور آپ کے عہد مہر کو دوسرے مقورہ میں حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ کے حجرہ منورہ میں روضہ پاک لکھ محفوظ کر دیا گیا جس بقعہ قدس کو روضۃ بنی رباحن الخبتہ بعد عرش اعظم سے بھی برتری حاصل ہے اسی موت کے بارہ میں محدثین نے ان عمدۃ قدمات فرمایا۔

دہم، آپ کی یہ موت مستمر ہیں رہی بلکہ اس موت کے بعد قبر مہر میں آپ کو حیات عطا فرمادی گئی جو مستمر الی یوم القیامت ہے (عمدة القاری شرح معجم بخاری حاشیہ بخاری ۱/۱۵۱) آپ کی یہ حیات پاک باعتبار تعلق بالعبود حیات بنی دنیوی ہے بلکہ تعلیف اور باعتبار تعلق بالرزق روحانی ہے اور باعتبار تعلق بالعلم برزخی ہے (تمام حیات ملک غیر ہیں)

دہم، جو دہویں صدی کے دہلے اول میں مولوی احمد رضا خاں بریلوی نے علمائے حرمین شریفین کے سائنسے علمائے دیوبند پر الزام لگایا کہ یہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی القبر کے منکر ہیں (معاذ اللہ) علمائے حرمین شریفین نے علمائے دیوبند سے یہ سوال پوچھا "کیا فرماتے ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں حیات کے متعلق کہ کوئی خاص حیات آپ کو حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے" علمائے دیوبند کی طرف سے یہ جواب دیا گیا "ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے بلکہ مختلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی ہیں جو حاصل ہے تمام مسلمانوں کو بلکہ سب آدمیوں کو چنانچہ علامہ سیوطی نے اپنے رسالہ انبیاء اللہ ذکریا بحیوۃ الانبیاء میں تصریح لکھا ہے کہ علامہ تھیالین سبکی نے فرمایا کہ انبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دنیا میں تھی اور موسیٰ کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ صہم کو چاہتی ہے نہ نہیں اس سے ثابت ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔ اور ہمارے شیخ مولانا محمد تاسم صاحب قدس سرہ کا اس بحث پر ایک مستقل رسالہ بھی ہے۔ نہایت دقیق اور انوکھے طرز کا ہے مثل جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے۔ اس کا نام آبیات ہے

والحمد للہ سوال جواب نمبر ۵ (۲۹) اس کتاب پر پورے دو درجن اکابر علمائے دیوبند کی تصدیقات موجود ہیں

۱، حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوری ۲، حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب دیوبند

۳، حضرت مولانا ملا زین الرحمن صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند ۴، حضرت مولانا میر احمد حسن صاحب امرہوی

۵، حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ۶، حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رامپوری

۷، حضرت مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبند ۸، حضرت مولانا قدرت اللہ صاحب شیخ الحدیث مراد آباد

۹، حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب دیوبند ۱۰، حضرت مولانا محمد امجد صاحب خفہ الرشید حضرت مولانا کافور توی

54 12